© rasailojaraid.com

فاضل مؤلف نے انجیل برناباس اور مروجه اناجیل اربعه کے مابین اختلافات بیان کرتے ہوئے انجیل برناباس کی بعض ایسی عبارتوں کے حوالے دئے گئے ہیں جن میں واضح طور پر آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم کی تشریف آوری کی پیش گوئی کی گئی ہے ۔ اس کے بعد انجیل برناباس کی تاریخ اور اس کے مؤلف برناباس حواری کے مختصر حالات زندگی پیش کئے گئے ہیں ۔ آخر میں مولف نے انجیل برناباس کی اصلیت و اعتبار پر بعض اعتراضات و شبہات کے جوابات دیتے ہوئے دلائل و شواهد کے ساتھ مسیحی مصنفین کے اس خیال کی بھی تردید کردی ہے که کتاب یه اصل میں کسی مسلمان کی تصنیف ہے اور اس نے اس کو برناباس حواری کی طرف منسوب کردیا ہے ۔

به حیثیت مجموعی یه ایک مفید کتابچه ہے اور ان لوگوں کے لئے خصوصیت کے ساتھ مفید ہے جو عیسائیت کے بارے میں بہت زیادہ مطالعه نہیں رکھتے اور وقت کی کمی کی وجه سے ضخیم کتابوں کے مطالعه سے قاصر ہیں ۔

محمود احمد غازی ۔

دیوان ابی بکر الشبلی : عربی حجم ۲۳۰ صفحات، طبع بغداد، — قیمت پندره روپے تقریباً ۔

جمع، تحقیق و تصحیح : ڈاکٹر کامل مصطفیٰ الشیبی ۔

ملنے کا پته : مکتبه المثنیٰ ، شارع المتنبی، بغداد ۔

حضرت ابوبکر جعفربن یونس المعروف به دلف بن جحدر الشبلی الاشتروسنی ہمارے قدیم ترین صوفیائے کرام میں سے ہیں ، ان کی ولادت بمقام سامرا میں تقریباً ۲۴۷ھ ہجری میں اور وفات بمقام بغداد بتاریخ ۲۸ ذی الحجه ۳۳۴ھ ہجری (مطابق ۳۱ جولائی ۹۴۶ء) ہوئی ۔

یه اصلاً ترک تھے اور سمرقند سے کچھ دور ضلع اشتروسنه کا ایک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قصبہ شبیلہ ان کا اصلی وطن تھا۔ عباسی خلیفہ المعتصم کے زمانہ میں ترک نو مسلموں کی ایک خاص فوج بنائی گئی تھی، اور انھیں سامراء میں رکھا گیا تھا۔ ان ہی فوجیوں میں حضرت ابوبکر شبلی کے دادا بھی مسلمان ہوکر شریک ہوگئے تھے۔

حضرت ابو بکر شبلی جب جوان ہوئے اور پڑھ لکھ کر تیار ہوگئے تو انھیں دولت عباسیہ کی طرف سے مختلف مناصب پر معمور کیا گیا۔ بعض ایرانی صوبوں کے گورنر بھی رہے، اور آخر میں تو خلیفہ کے کبیر الحجاب بھی ہوگئے تھے۔ اس عہدہ پر فائز ہی تھے کہ ان میں شدید انقلاب رونما ہوا اور یہ جاہ و منصب کو چھوڑ کر فقیر اور صوفی بن گئے۔ یہ سید الطائفہ الصوفیہ حضرت الجنید البغدادی المتوفی ۲۹۸ھ کے شاگرد رشید اور ان کے مشہور ترین مسترشد تھے۔ اسی حالت زھد و درویشی میں ان کا انتقال ھوا۔ بغداد میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃاللہ علیہ کی قبر مبارک کے قریب ہی ان کا چھوٹا سا سفید روضہ واقع ہے۔ اور لوگ عقیدت کے ساتھ اس کی زیارت کرتے ہیں۔ پہلے اس قبرستان کو مقبرۃ خیزرانیہ کہتے تھے لیکن زمانۂ مابعد میں حضرت امام‌اعظم کی طرف منسوب کرکے الاعظمیہ کہنے لگے اور آج کل صرف قبرستا ہی نہیں بلکہ وہاں پر کی ساری آبادی کو الاعظمیہ کہتے ہیں۔

حضرت ابو بکر الشبلی شعر بھی کہتے تھے۔ اگر چہ ان کے اشعار کم ملتے ہیں، مگر پھر بھی مختلف تاریخوں اور تذکروں میں ان کے کچھ نہ کچھ اشعار مل جاتے ہیں۔ ان کا دیوان شاید کبھی مرتب نہیں کیا گیا تھا۔ فاضل محترم جناب ڈاکٹر کامل مصطفیٰ الشیبی سابق پروفیسر جامعہ بغداد، اور سابق صدر المجمع العلمی العراقی نے ”تاریخ و ادب اور تصوف کی بہت سی کتابوں کی ورق گردانی کرکے حضرت ابو بکر الشبلی کا دیوان غالباً تاریخ میں پہلی بار مرتب کردیا۔ اور حوالہ جات، فہارس اور اشاریہ کے ساتھ بعد تصحیح

(باقی صفحہ ۳۰۵ پر

© rasailojaraid.com